91862 ـ حق پرورش کا زیادہ حقدار شخص

سوال

میں نے چار برس قبل شادی کی تعلیم کی بنا پر میری بیوی اپنے میکے میں ہی رہ رہی ہے، اللہ تعالی نے مجھے تین بیٹیاں بھی عطا کی ہیں، بیوی سے میرے اختلافات ہیں وہ اس طرح کہ شادی کے پہلے برس میری بیوی سے غلطی کچھ یوں ہوئی کہ مجھ پر انکشاف ہوا کہ میری بیوی ایك اجنبی شخص سے ٹیلی فون پر بات کر رہی تھی، یہ موضوع اس طرح ختم ہوا کہ اس شخص کا میری بیوی کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا بلکہ وہ میری بیوی کو بلیك میل کر رہا تھا، اور میری بیوی خوفزدہ تھی کہ کہیں مجھے علم ہو گیا تو میں اس کے متعلق غلط گمان کرنے لگوں گا، لیکن اس معاملہ نے مجھے مخمصہ میں ڈال دیا اور اس وقت وسوسہ اور اندیشہ بن گیا.
اور میں نے ملك سے باہر جا کر عرفی شادی کر لی، اور اس وقت کے بعد سے پہلی بیوی جنسی امراض کا شکار ہو گئی جو عورتوں کو ہوتی ہے، لہذا میں نے جب پہلی بیوی کا حسن اخلاق دیکھا تو دوسری بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی، یہ علم میں رہے کہ دوسری بیوی سعودی عرب سے باہر اپنے ملك میں رہتی ہے، اور وقتا فوقتا میں اس کے پاس جاتا رہا ہوں.
اور عرفی شادی کا عقد نکاح سرکاری محکمہ میں اندارج نہیں ہوا تھا، لہذا میں نے عقد نکاح کا ورقہ پھاڑ دیا اور اس کے ساتھ تعلقات منقطع کر دیے، اور میں شراب پر مشتمل بیرہ بھی استعمال کرتا رہا، جب میں ملك سے باہر جاتا تو شراب نوشی کرتا تھا، دن گزرتے رہے اور اللہ تعالی نے مجھے ہدایت سے نوازا اور اللہ کے ساتھ سچائی کا ثبوت دیتے ہوئے کہ میں نے معاصی ترک کر دی ہیں، میں نے خود ہی اپنی مرضی سے پہلی بیوی کو دوسری شادی کے متعلق بتا دیا، اور یہ بھی بتایا کہ میں بیرہ نوش کرتا رہا ہوں اور اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق دے کر میری توبہ قبول کر لی اور میں یہ چھوڑ چکا ہوں، اور میرا پختہ عزم ہے کہ آئندہ ایسا نہیں کرونگا.
لیکن میری بیوی اس کی متحمل نہ ہو سکی اور اب وہ مجھ سے علیحدہ ہونے پر مصر ہے، حالانکہ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا، لیکن اس سلسلہ میں ساری کوششیں بیکار ہو چکی ہیں میرا سوال یہ ہے کہ:
کیا مجھے اپنی بیوی کو بہتر اور اچھے طریقہ سے رکھنے اور ایك اطاعت و فرمانبرداری والے گھر میں رہنے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ ہم ایك اچھی اور بہتر زندگی بسر کریں جس طرح اللہ تعالی کو پسند ہے ؟
اور اگر ایسی میڈیکل رپورٹ پیش کی جائے جو دوسری بیوی سے اسے نقصان کا ثبوت دیں تو کیا اسے مجھ سے خلع حاصل کرنے کا حق حاصل ہے ؟
اور اللہ نہ کرے اگر طلاق ہو جائے تو پھر بچیوں کا کیا بنے گا کیونکہ ایك چھ ماہ اور دوسری تین برس اور تیسری چار برس کی ہے ؟
اور کیا مجھے ان بچیوں کی پرورش کا حق حاصل ہے اور یہ کب ہو سکتا ہے، کیونکہ ان شاء اللہ میرا عزم ہے کہ

میں ان کی اس طرح تربیت و پرورش کرونگا جس طرح اللہ کو پسند ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کو توبہ اور ہدایت کی توفیق نصیب فرمائی، اور آپ سے برائی کو دور کر دیا، اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو مزید ثابت قدمی عطا فرمائے.

دوم:

آپ کو چاہیے کہ اپنے اور بیوی کے خاندان والوں سے اچھی اور اصلاح پسند قسم کے افراد اختیار کریں جو آپ کی صلح کرائیں، اور آپ کی بیوی طلاق کے مطالبہ سے دستبردار ہونے پر راضی کریں، کیونکہ اس کے گھر اور بیٹیوں کی مصلحت اسی میں ہے.

اور آپ کو اسے رکھنے اور اس کو طلاق دینے کے مطالبہ کو رد کرنے کا حق حاصل ہے، اور آپ اپنی اس رغبت کا اعلان کر دیں کہ آپس میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں.

اور رہی بیوی اسے نہ تو طلاق دینے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے اور نہ ہی خلع کا، لیکن اگر اس کا کوئی سبب ہو تو ایسا کر سکتی ہے، مثلا نقصان اور ضرر ہونے کا اندیشہ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

رہا مسئلہ کہ قاضی طلاق یا خلع کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ اس اعتبار سے ہو گا جو بیوی عذر پیش کرتی ہے.

سوم:

طلاق ہو جانے کی صورت میں سات برس تك اولاد ماں کے پاس رہتی ہے، جب تك ماں آگے شادی نہ کرے؛ کیونکہ مسند احمد اور ابوداود کی حدیث میں آیا ہے:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ اس کے لیے رہنے کی جگہ تھی، اور میری چھاتی اس کی خوراک کا باعث تھی، اور میری گود اس کی حفاظت کی جگہ تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

" تم جب تک نکاح نہیں کرتی اس کی زیادہ حقدار ہو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) مسند احمد حدیث نمبر (6707) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1968) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے والدین میں سے کسی کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائیگا، اور وہ جسے زیادہ پسند کرتا ہے اسے اختیار کر کے اس کے ساتھ رہے گا، لیکن بچی سات برس کی ہو جائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے بھی اختیار دیا جائیگا.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ماں زیادہ حقدار ہے حتی کہ بچی کی شادی ہو جائے یا حیض آ جائے "

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کی ماں زیادہ حقدار ہے، حتی کہ بچی کی شادی ہو جائے اور خاوند دخول کر لے "

اور امام احمد کہتے ہیں:

" اس بچی کا باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ باپ اس کی حفاظت زیادہ کر سکتا ہے "

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (17 / 314 - 317).

اس اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں سنت نبویہ میں کوئی ایسی نص نہیں جو اس میں فیصلہ کن ہو، اس لیے اس میں مرجع شرعی قاضی ہو گا، اور وہی یہ تحدید کریگا کہ بچی سات برس کی ہو جائے تو وہ کس کے ساتھ رہے گی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کو سدھارے.

واللہ اعلم .